افریقی افسانہ

پاپا، سانپ اور میں

مترجم: خورشید اقبال

Original Story: **Papa, Snake & I** By: **B. L. Honwana (Mozambique)**

جیسے ہی پاپا ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ کر سِٹنگ روم میں اخبار پڑھنے چلے گئے، میں بھی اٹھ گیا۔ مجھے پتا تھا کہ ماما اور باقی لوگوں کو ابھی دیر لگے گی لیکن مجھے اب وہاں رکنے میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔

میں جیسے ہی کھڑا ہوا، ماما نے میری طرف دیکھا اور بولیں ''یہاں آؤ......ذرا، اپنی آنکھیں تو دکھاؤ۔''

میں ڈرتے ڈرتے ان کے قریب پہنچا، کیوں کہ ماما جب ہمیں بلاتی ہیں تو یہ کہنا مشکل ہوتا ہے کہ وہ غصے میں ہیں یا خوش ہیں اور اس کے بعد ہمارے ساتھ کیا ہوگا۔

انھوں نے اپنے بائیں ہاتھ سے میری پلکوں کو اٹھا کر میری آنکھوں کا معائنہ کیا، اور پھر اپنی پلیٹ کی طرف متوجہ ہوگئیں، میں کھڑا انتظار کرتا رہا کہ وہ مجھے وہاں سے جانے کو کہیں یا کوئی اور حکم دیں۔ لقمہ چبانے اور نگلنے کے بعد ہڈی کو اپنے ہاتھ میں اٹھا کر ایک آنکھ بند کر کے وہ اس کی درمیانی سوراخ میں جھانکنے لگیں۔ پھر وہ اچانک میری طرف مڑیں، ان کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔

''تمھاری آنکھیں سرخ ہیں......تم بہت کمزور ہوگئے ہو......تمھاری بھوک بھی کم ہوگئی ہے۔''

انھوں نے یہ الفاظ جس لہجے میں ادا کیے......میں دل ہی دل میں بہت خوش ہوا کہ اس میں میری کوئی غلطی نہیں تھی......ان میں سے ایک کے لیے بھی میں خود ذمہ دار نہیں تھا۔ باقی سب لوگ متجسس نگاہوں سے مجھے دیکھ رہے تھے کہ پتا نہیں اب آگے کیا ہوگا۔

ماما نے پھر ہڈی کی درمیانی سوراخ میں جھانکا۔ پھر اپنی آنکھیں بند کر کے اسے چوسنے لگیں۔ دفعتاً انھوں نے رک کر میری طرف دیکھا اور بولیں ''کل تمھیں جلاب لینا ہے۔''

دوسروں نے جیسے ہی یہ حکم سنا، سب کے سب بڑی تیزی سے، زوردار آواز کے ساتھ کھانے لگے۔ ماما کو شاید کچھ اور نہیں کہنا تھا۔ میں باہر آنگن میں نکل آیا۔

گرمی بہت تیز تھی، سڑک پر کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ پچھلی چہار دیواری کے پار بیٹھے تین بیلوں نے میری طرف دیکھا۔ شاید وہ انتظامیہ کے ذریعہ بنائے گئے پانی کے حوض سے نکل کر آئے تھے اور سایے میں آرام کر رہے تھے۔ بیلوں کی سینگوں کے اوپر بہت دور، خاردار جھاڑیوں کے جھنڈ ہوا میں شعلوں کی طرح کپکپا رہے تھے۔ دوری پر موجود ہر چیز کانپ رہی تھی...... یہاں تک کہ سڑک پر موجود پتھروں سے بھی حرارت کی لہریں خارج ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ مکان کے سایے میں سارٹینا تنکوں کی بنی چٹائی پر بیٹھی اپنا کھانا کھا رہی تھی۔ آس پاس نگاہیں دوڑاتی ہوئی وہ دھیرے دھیرے چبا رہی تھی۔ وقفے وقفے سے وہ کھانے کے قریب پہنچ جانے والی مرغیوں کو بھگا بھی رہی تھی۔ اس کے باوجود اکثر کوئی نہ کوئی بہادر مرغی پلیٹ کے کنارے پر جھپٹا مار کر اسکی پلیٹ سے میلی میل (مکئی کے موٹے آٹے سے بنی ایک افریقی ڈش) کا تھوڑا حصہ اپنی چونچ میں لے بھاگتی لیکن پھر ان مرغیوں کے آپسی جھگڑے میں وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اتنے ننھے ذرات میں بکھر جاتا کہ پھر چھوٹے چوزوں کے لیے بھی اسے اپنی چونچ میں اٹھانا، ناممکن ہو جاتا۔

جیسے ہی مجھے آتے دیکھا، اس نے فوراً اپنا کپولانا (افریقی عورتوں کا لنگی جیسا لباس) اپنی ٹانگوں پر نیچے تک کھینچ لیا۔ یہی نہیں اس نے اوپر سے اپنے ہاتھ کو بھی گھٹنوں پر پھیلا لیا جیسے اسے یقین ہو کہ میں جھانک کر کچھ دیکھنے والا ہوں۔ میں نے اپنی نگاہیں دوسری طرف پھیر لیں، پھر بھی اس نے اپنے ہاتھ کو

نہیں ہٹایا۔

ٹوٹو اپنی زبان نکالے، دھیرے دھیرے چلتا ہوا سارٹینا کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے تھوڑی دوری سے پلیٹ کو سونگھا۔ پھر مڑ کر دیوار کے سایے کی طرف چلا گیا اور اپنے لیے ایک آرام دہ جگہ ڈھونڈ کر لیٹ گیا۔ وہ سمٹ کر گول ہو گیا اور یہاں تک کہ اس کی ناک اس کی دم سے جا لگی، اس نے ایک لمبی جماہی لی۔ سر کو دونوں پنجوں کے درمیان رکھ کر جسم کو ہلکا سا بل دیا اور یہ محسوس کر کے کہ وہ انتہائی آرام دہ حالت میں ہے، اپنے کانوں کو پیروں سے بند کر کے سو گیا۔

کھانا ختم کرنے کے بعد اپنا ہاتھ گھٹنوں کے درمیان سے ہٹانے سے قبل اس نے میری طرف دیکھا اور جیسے ہی اسے اس بات کا یقین ہوا کہ میں اس کی طرف نہیں دیکھ رہا ہوں، وہ تیزی سے اچھل کر اپنے پیروں پر کھڑی ہو گئی۔ اس کی پلیٹ اتنی صاف تھی کہ چمک رہی تھی۔ ایک مشکوک نظر مجھ پر ڈالتے ہوئے اس نے اسے حوض میں ڈال دیا۔ وہ بے دلی سے چل رہی تھی اور اس کے کپولا نا میں اس کے کولھے اوپر نیچے حرکت کر رہے تھے۔ وہ حوض پر جھک گئی، پیچھے سے اس کی پنڈلیوں کے عریاں حصے مجھے نظر آ رہے تھے۔ جیسے ہی اسے اس بات کا احساس ہوا وہ فوراً حوض کی دوسری طرف چلی گئی تاکہ میری نظروں سے محفوظ ہو جائے۔

ماما کچن کے دروازے میں دکھائی دیں۔ ہڈی ابھی تک ان کے ہاتھ میں تھی۔ ٹیبل صاف کرنے کے لیے سارٹینا کو آواز دینے سے قبل انھوں نے اپنی متجسس نگاہیں چاروں طرف دوڑائیں کہ سب کچھ اپنی جگہ پر ٹھیک ٹھاک ہے یا نہیں۔

''ٹوٹو کو کھانا دینا مت بھول جانا۔'' انھوں نے رونگا زبان میں کہا۔

سارٹینا اپنے ہاتھوں کو اپنے کپولا نا میں پوچھتے ہوئے، اندر چلی گئی...... وہ واپس لوٹی تو اس کے ہاتھ میں ڈھیر ساری پلیٹیں تھیں۔ دوسری بار جب وہ باہر آئی، اس کے ہاتھ میں ٹیبل کلاتھ تھا جسے وہ سیڑھیوں کے قریب جھاڑنے لگی۔ مرغیاں کھانے کے ٹکڑوں کے لیے آپس میں جھگڑنے لگیں۔ وہ ٹیبل کلاتھ کو دو، چار اور پھر آٹھ تہوں میں موڑ کر واپس اندر لے گئی۔ جب وہ دوبارہ واپس آئی، اس کے ہاتھ میں المونیم کی پلیٹ تھی، جس میں ٹوٹو کا کھانا تھا، جسے اس نے پانی کے میٹر کے اوپر بنے سیمنٹ کے ڈھکن کے اوپر رکھ دیا۔ ٹوٹو کو کھانے کے لیے آواز دینے کی ضرورت نہ تھی، پلیٹ رکھتے ہی وہ کھانے پر ٹوٹ پڑا۔ اس نے اپنی ناک چاولوں کے اندر گھسا دی اور گوشت کے ننھے ننھے ٹکڑے تلاش کرنے لگا۔ جیسے ہی کوئی ٹکڑا، اسے ملتا وہ فوراً کھا جاتا۔ تمام گوشت ختم ہو گیا تو اس نے ہڈیوں کو ایک طرف کیا اور چاولوں کو کھانے لگا۔ مرغیاں اس کے چاروں طرف موجود تھیں، لیکن وہ قریب آنے کی ہمت نہیں کر پا رہی تھیں، کیوں کہ انھیں پتا تھا کہ ٹوٹو کو کھاتے وقت ان کی مداخلت بالکل پسند نہیں۔

جب وہ جی بھر کے چاول نگل چکا تو جا کر گنے کے پودوں کی چھاؤں میں جا بیٹھا، جیسے اسے اور کھانے کی حاجت نہ ہو، اور انتظار کرنے لگا کہ مرغیاں کیا کرتی ہیں۔ وہ خوفزدہ انداز میں پلیٹ کی طرف بڑھیں اور ڈرتے ڈرتے ایک دو چونچیں ماریں۔ ٹوٹو کوئی بھی حرکت کیے بغیر بالکل خاموش پڑا، انھیں دیکھتا رہا۔ کتے کی لاپروائی سے مرغیوں کی ہمت بڑھی اور وہ بڑے جوش وخروش سے پلیٹ کے گرد جمع ہو گئیں، اور بے تحاشہ شور غل مچاتے ہوئے چونچیں مارنے لگیں۔ اچانک ٹوٹو اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اپنے چاروں پیروں کو تیزی سے حرکت دیتے ہوئے شیر کی طرح غرانے لگا۔ مرغیاں ڈر کر جدھر سینگ سمائے بھاگ نکلیں۔ ٹوٹو پھر سے چھاؤں میں جا کر بیٹھ گیا اور مرغیوں کے واپس آ کر جمع ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

●

کام پر جانے سے قبل پاپا، ماما کے ساتھ مرغیوں کے باڑے کا معائنہ کرنے کے لیے گئے۔ دونوں کچن کے دروازے سے باہر نکلے۔ ماما اپنا ایپرن پہنے ہوئے تھیں اور پاپا منھ میں ٹوتھ پک اور بغل میں آج کا اخبار دبائے ہوئے تھے۔ جب وہ میرے قریب سے گزرے، پاپا کہہ رہے تھے

''ناممکن...... ایک دم ناممکن...... چیزیں اس طرح غائب نہیں ہو سکتیں۔''

میں ان کے پیچھے پیچھے گیا اور جیسے ہی ہم مرغیوں کے باڑے میں داخل ہوئے، ماما میری طرف گھومیں، جیسے وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہوں ،لیکن پھرانھوں نے اپناارادہ بدل دیااورتار کی جالی کی طرف بڑھ گئیں۔مرغیوں کے باڑے کی دوسری طرف ڈھیر سارا کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔کھیتوں میں پون چکی کی تعمیر سے بچنے والے پائپ،کنکریٹ کے بلاک، جو پاپا نے آوٹ ہاؤز کی تعمیر کے لیے خریدی تھیں، سیمنٹ،بکس،لکڑیاں اور نہ جانے کیا کیا وہاں جمع تھا۔مرغیاں عموماً ان کے اندر جا کر انڈے دے دیا کرتی تھیں جو ماما کی پہنچ سے باہر ہوتے تھے۔باڑے کی ایک جانب ایک مرغی مری پڑی تھی۔ ماما نے اس کی طرف اشارہ کیا اور پرتگالی زبان میں بولیں ''اب یہ ایک ادھر ہے...... مجھے نہیں پتا ادھر چند دنوں میں کتنی مرغیاں مریں ہیں...... چوزے اور انڈے تو غائب ہی ہو جاتے ہیں......اسے میں نے تمھیں دکھانے کے لیے یہاں چھوڑ دیا تھا...... میں تمھیں بول بول کر تھک گئی ہوں......لیکن تم ہو کہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہو۔''

''ٹھیک ٹھیک ہے......لیکن تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟''

''دیکھو مرغیاں اچانک مر رہی ہیں۔ چوزے اور انڈے غائب ہو جاتے ہیں......رات میں کوئی بھی مرغی کے باڑے میں نہیں جاتا......اور ہم نے کبھی کسی طرح کی آوازیں بھی نہیں سنیں......تم پتا لگاؤ کہ مرغیاں اور چوزے کیوں مر رہے ہیں؟''

''تمھارا کیا خیال ہے؟......''

''مرغیوں پر دانتوں کے نشان ہوتے ہیں اور چوزے کھا لیے جاتے ہیں ......تم سمجھ سکتے ہو، یہ کام صرف ایک ہی جانور کر سکتا ہے......کیوں؟......یا کوئی اور خیال تمھارے دماغ میں ہے؟''

''ٹھیک ہے میں کل ہی سانپ کو ختم کرنے کا انتظام کرتا ہوں......کل اتوار ہے اور اس کام میں مدد کرنے کے لیے ہمیں لوگ مل جائیں گے......کل......۔''

پاپا مرغیوں کے باڑے سے باہر نکل ہی رہے تھے کہ ماما نے کہا ''لیکن کل ضرور...... میں نہیں چاہتی کہ میرا کوئی بچہ سانپ کا شکار بنے۔''

پاپا کام پر جانے کے لیے نکل کر مکان کے کونے تک پہنچ چکے تھے۔تبھی ماما مجھ سے مخاطب ہوئیں ''کیا یہ بات تمھیں کبھی نہیں سکھائی گئی کہ جب تمھاری ماما اور پاپا ضروری باتیں کر رہے ہوں تو وہاں رک کر ان کی باتیں نہیں سننی چاہییں۔ میرے بچے اتنے بدتمیز تو نہیں ہو سکتے......۔''

پھر وہ سارٹینا کی طرف مڑیں جو تار کی جالی سے لگی کھڑی ہماری باتیں سن رہی تھی۔ ''تم یہاں کیوں ہو؟ کیا کسی نے تمھیں بلایا؟...... میں اپنے بیٹے سے بات کر رہی ہوں اور تمھاری یہاں کوئی ضرورت نہیں۔''

سارٹینا کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا، کیوں کہ وہ پرتگالی اچھی طرح نہیں سمجھ پاتی تھی،لیکن وہ شرمندہ سی ہو کر وہاں سے تیزی سے حوض کی طرف چلی گئی۔ ماما پھر میری طرف متوجہ ہو گئیں۔ ''اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم مجھے بیوقوف بنا دو گے اور بندوق لے کر شکار پر جا سکو گے تو یہ تمھاری بہت بڑی بھول ہے......اگر تم نے ایسا کرنے کی کوشش بھی کی تو میں تمھیں مار مار کر ٹھیک کر دوں گی......اور اگر تم سمجھتے ہو کہ تم مرغیوں کے اس باڑے میں رہو گے تو بھی غلط سوچ رہے ہو......میں تمھاری کوئی غلطی برداشت نہیں کرنے والی......کیا تم سن رہے ہو؟''

ماما آج بے حد غصے میں تھیں، کیوں کہ میں نے سارے دن انھیں ہنستے ہوئے نہیں دیکھا، جیسا کہ وہ عموماً کرتی تھیں۔ مجھ سے باتیں کرنے کے بعد وہ مرغیوں کے باڑے سے باہر نکل آئیں، میں بھی ان کے پیچھے تھا۔ جب وہ سارٹینا کے قریب سے گزریں تو اس سے رونگا زبان میں بولیں ''کیا تمھارے کپولانا کے اندر بہت گرمی لگ رہی ہے؟ کس نے تمھیں یہاں آکر سب کو اپنی ٹانگیں دکھانے کے لیے کہا تھا؟''

سارٹینا نے کوئی جواب نہیں دیا اور حوض کے گرد گھوم کر دوسری جانب چلی گئی اور جھک کر برتن دھونے لگی۔

ماما چلی گئیں اور میں پہلے جہاں بیٹھا تھا، وہیں جا بیٹھا۔سارٹینا نے میری طرف غصیلی نظر سے دیکھا اور اس نے اپنا بے سُرا گیت گانا شروع کر

دیا۔ یہ انھی گیتوں میں سے ایک تھا جسے وہ غصے کی حالت میں کبھی کبھی پورے سے پہر گایا کرتی تھی۔

●

ٹوٹو مرغیوں کے ساتھ کھیل کھیل کر بور ہو چکا تھا۔ اس دوران وہ اپنے چاولوں کو کھا کر ختم کر چکا تھا اور اپنے اگلے پیروں کے پنجوں سے کانوں کو ڈھکے سو رہا تھا۔ کبھی کبھی وہ زمین میں لوٹتا اور پیٹھ کے بل سو کر اپنے مڑے ہوئے پیروں کو ہوا میں اٹھائے رکھتا۔

گرمی بہت تھی اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں شکار کے لیے جاؤں جیسا کہ میں ہر سنیچر کو کیا کرتا تھا یا مرغیوں کے باڑے میں جا کر سانپ کو دیکھوں۔

ڈونانا اپنی پشت پر جلاون کی لکڑیاں لیے آیا اور انھیں رکھنے کے لیے اسی سمت گیا جہاں سارٹینا بیٹھی برتن دھو رہی تھی۔ سارٹینا نے اسے دیکھا تو گانا بند کر دیا اور ہونٹوں پر بھدی سی مسکراہٹ بکھیرنے کی کوشش میں مشغول ہو گئی۔

چاروں طرف دیکھتے ہوئے ڈونانا نے اس کے کولہے پر ایک چٹکی لی جس کے جواب میں اس نے شرمیلی ہنسی کے ساتھ اس کے بازو پر ہولے سے ایک طمانچہ مارا اور دونوں ہنس پڑے۔

ٹھیک اسی وقت ننڈ یٹو، زوزنہو، نیلیلا اور گیٹا ایک گیند لیے ہوئے وہاں آئے اور کھیلنے لگے۔

ماما کچن کے دروازے سے وارد ہوئیں، وہ کپڑے پہن کر شاید کہیں باہر جانے کو تیار تھیں۔ جیسے ہی وہ آئیں ڈونانا فوراً زمین پر جھک گیا، جیسے وہ وہاں کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہا ہو اور سارٹینا جلدی سے حوض پر جھک گئی۔

''سارٹینا، خیال رکھنا کہ ایک بھی پلیٹ نہ ٹوٹے...... جلدی کرو...... اور تم ڈونانا...... سارٹینا کو اس کا کام کرنے دو اور اپنا کام دیکھو...... میں اپنے گھر میں اس قسم کی بدتمیزیاں برداشت نہیں کر سکتی...... اگر تم آئندہ ایسا کرو گے، تو میں تمھارے مالک سے شکایت کروں گی۔''

''اور تم ...... رُگنہو......'' وہ میری طرف مخاطب ہو کر پرتگالی زبان میں بولیں ''گھر کا خیال رکھنا...... یہ یاد رکھنا کہ تم اب بچے نہیں رہے...... کسی کو مارنا نہیں اور بچوں کو آنگن کے باہر مت جانے دینا۔ ٹینا اور لولوٹا اندر صفائی کر رہی ہیں...... خیال رکھنا کہ وہ اپنا کام ٹھیک ڈھنگ سے انجام دیں۔''

'سارٹینا' (رونگا زبان میں) ''یہ کام ختم کرنے کے بعد بچوں کی چائے کے لیے کیتلی چولہے پر رکھ دینا اور ڈونانا سے کہو کہ وہ جا کر بریڈ خرید لائے...... دیکھنا کہیں بچے مکھن کا پورا پیکٹ نہ ختم کر دیں۔''

'رُگنہو' (پرتگالی زبان میں) ''ہر چیز کا خیال رکھنا...... میں ابھی تھوڑی دیر میں آ جاؤں گی۔ میں آنٹی لوسیا کے پاس تھوڑی گپ شپ کے لیے جا رہی ہوں۔''

ماما نے اپنا لباس ٹھیک کیا اور آس پاس ایک نظر دوڑائی کہ سب کچھ ٹھیک ہے یا نہیں...... اور پھر وہ چلی گئیں۔

سینہور کاسٹرو کا کتا، اولف، گلی سے ٹوٹو کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے ہی ٹوٹو نے اسے دیکھا وہ بھی دوڑ کر اس کی طرف گیا اور دونوں ایک دوسرے پر بھونکنے لگے۔

گاؤں کے سارے کتے ٹوٹو سے ڈرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان میں سب سے بڑا کتا بھی ٹوٹو کو دیکھ کر بھاگ جاتا تھا، جب ٹوٹو غصے میں ہوتا تھا ، اور یہی دیکھ کر شاید دوسرے کتے زیادہ مرعوب تھے۔

وہ عام طور سے ان سے دور رہتا تھا اور مرغیوں کے ساتھ کھیلنا زیادہ پسند کرتا تھا...... یہاں تک کہ کتیوں کو بھی وہ کبھی کبھار ہی منھ لگاتا تھا۔ میرے لیے تو وہ ایک 'خاندانی' کتا تھا۔ اس کے اندر ایک حاکمانہ انداز تھا، اور وہ صرف اور صرف ماما سے ڈرتا تھا، حالاں کہ انھوں نے اسے کبھی مارا نہیں تھا۔ کبھی

کبھی اسے ایک کرسی سے اتارنے کے لیے ماما کو بلانا پڑتا تھا۔ ہمیں تو وہ اپنے دانت دکھاتا تھا۔ یہاں تک کہ پاپا کو بھی۔

دونوں کتے آمنے سامنے تھے اور اولف اب ڈر کر پیچھے ہٹنے لگا تھا۔ اسی لمحے ڈاکٹر ریس کا کتا 'کِس' وہاں سے گزرا، اور ٹوٹو اس پر بھی بھونکنے لگا۔ کِس بھاگ کھڑا ہوا اور اولف اس کے پیچھے دوڑا۔ وہ اس کے جسم کے پچھلے حصے پر کاٹ رہا تھا۔ اس نے اس کا پیچھا تبھی چھوڑا جب وہ درد سے چیخنے لگا۔ جب اولف واپس آیا تو وہ اچانک دوست بن گئے اور کھیلنے لگے۔

●

ننڈ یٹو میرے پاس آ کر بیٹھ گیا اور میرے کچھ پوچھنے سے پہلے اس نے بتایا کہ وہ گیند سے بور ہو چکا ہے۔

''لیکن تم یہاں کیوں آئے ہو؟''

''کیا تم نہیں چاہتے کہ میں تمھارے ساتھ رہوں؟''

''میں نے ایسا تو نہیں کہا۔''

''تب میں یہاں رکوں گا۔''

''ٹھیک ہے......اگر تم چاہتے ہو......۔''

میں اٹھ کھڑا ہوا، وہ میرے پیچھے تھا ''تم کہاں جا رہے ہو؟......کیا تم شکار پر جا رہے ہو؟''

''نہیں۔''

''تب پھر۔''

''مجھے تنگ کرنا بند کرو......میں بچوں سے بات کرنا پسند نہیں کرتا۔''

''تم بھی بچے ہو......ماما تمہیں ابھی بھی مارتی ہے۔''

''پھر سے یہ بات کہی تو میں مار کر تمھارا منھ توڑ دوں گا۔''

''ٹھیک ہے......میں اب نہیں کہوں گا۔''

میں مرغیوں کے باڑے میں داخل ہوا۔ وہ بھی میرے پیچھے تھا۔ پائپ گرم تھے اور مجھے ایک کپڑے کی مدد سے انھیں ہٹانا پڑ رہا تھا۔ نتیجے میں اڑنے والی دھول بہت گھنی تھی جس میں دم گھٹ رہا تھا۔

''تم کیا ڈھونڈ رہے ہو؟......کیا میں تمھاری مدد کروں؟''

میں کنکریٹ کے بلاک ایک ایک کر کے ہٹانے لگا، ننڈ یٹو بھی وہی کر رہا تھا۔

''تم دور رہو۔'' میں نے ڈانٹا۔

وہ باڑے کی دوسری طرف چلا گیا اور رونے لگا۔

جب میں نے آخری بلاک ہٹایا تو میں نے سانپ کو دیکھا۔ وہ ایک انتہائی سیاہ ممبا سانپ تھا (افریقہ کا سب سے زہریلا سانپ)۔ اسے جب یہ احساس ہو گیا کہ اسے دیکھ لیا گیا ہے تو اس نے کنڈلی مار کر اپنا مثلث نما پھن پھیلا لیا۔ اس کی چوکنی آنکھیں چمک رہی تھیں اور سیاہ دوشاخہ زبان بار بار باہر نکل رہی تھی۔

میں پیچھے ہٹ کر احاطے کے پاس آ گیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ ''ننڈ یٹو روو مت۔''

''تم بہت خراب ہو......تم میرے ساتھ کھیلنا نہیں چاہتے۔''

''اچھا روؤمت......میں تمھارے ساتھ کھیلوں گا......روؤمت۔''

ہم دونوں خاموش بیٹھے تھے۔ سانپ نے اپنا پھن دھیرے دھیرے نیچے کر کے اپنی کنڈلی پر رکھ لیا تھا۔اس کے جسم کی کپکپاہٹ بند ہوگئی تھی،لیکن وہ اب بھی چوکنّی آنکھوں سے مجھے ہی گھور رہا تھا۔

''ننڈ یٹو......کچھ بولو......مجھ سے باتیں کرو۔''

''کیا باتیں کروں؟''

''جو تمھیں پسند ہوں۔''

''میرا دل بات کرنے کو نہیں چاہتا۔''

ننڈ یٹو ابھی تک اپنی آنکھیں مل رہا تھا اور مجھ سے غصہ تھا۔''

''کیا تم نے کبھی سانپ دیکھا ہے؟......کیا تم سانپوں کو پسند کرتے ہو؟......کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟......جواب دو۔''

''کہاں ہیں سانپ؟'' ننڈ یٹو خوف سے اچھل کر کھڑا ہو گیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''جھاڑیوں میں......بیٹھو اور باتیں کرو۔''

''یہاں تو کوئی سانپ نہیں؟''

''نہیں......باتیں کرو......مجھ سے سانپوں کی باتیں کرو۔''

ننڈ یٹو مجھ سے چپک کر بیٹھ گیا۔

''مجھے سانپوں سے بہت ڈر لگتا ہے۔ ماما کہتی ہیں کہ جھاڑیوں میں نہیں جانا چاہیے کیوں کہ ان میں سانپ ہوتے ہیں۔گھاس چلتے ہوئے اگر ہمارا پیر غلطی سے ان پر پڑ جاتا ہے تو وہ کاٹ لیتے ہیں۔اور جب سانپ کاٹتا ہے تو آدمی مر جاتا ہے۔سارٹینا کہتی ہے کہ اگر سانپ کاٹ لے اور ہم مرنا نہ چاہیں تو ہمیں چاہیے کہ سانپ کو مار ڈالیں، اسے آگ میں اچھی طرح بھون لیں اور کھا جائیں۔ وہ ایک سانپ کھا چکی ہے اس لیے اب اسے سانپ کاٹ بھی لے تو وہ نہیں مرے گی۔''

''کیا تم نے کبھی سانپ دیکھا ہے؟''

''ہاں!......چیکو کے گھر میں......اس کے نوکر نے اسے مرغیوں کے باڑے میں مار ڈالا تھا۔''

''کیسا تھا؟''

''بڑا،اور لال رنگ کا......اس کا منھ مینڈک جیسا تھا۔''

''کیا تم ابھی ایک سانپ دیکھنا چاہو گے؟''

ننڈ یٹو خوفزدہ انداز میں مجھ سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔'' کیا مرغیوں کے باڑے میں کوئی سانپ ہے؟ مجھے ڈر لگ رہا ہے...... مجھے باہر جانا ہے......''

''اگر تم باہر جانا چاہتے ہو تو ضرور جاؤ......میں نے تمھیں بلایا تو نہیں تھا۔''

''میں اکیلے باہر نہیں جاؤں گا...... مجھے ڈر لگ رہا ہے۔''

''تو پھر بیٹھو اور میرے جانے کا انتظار کرو......''

چند لمحے ہم دونوں بالکل خاموش رہے۔

ٹوٹو اور اولف باڑے کے باہر کھیل رہے تھے۔ وہ ایک کھمبے سے دوسرے کھمبے تک دوڑ رہے تھے۔ ہر کھمبے کے پاس جا کر وہ اس کا ایک چکر لگاتے اور اپنی ایک ٹانگ اٹھا کر پیشاب کرتے۔

اچانک وہ باڑے کے اندر چلے آئے اور اپنے پیٹوں کے بل لیٹ کر آرام کرنے لگے۔ اچانک اولف نے سانپ کو دیکھا اور بھونکنے لگا۔ ٹوٹو بھی اس کی دیکھا دیکھی بھونکنے لگا حالاں کہ اس کی پشت اولف کی طرف تھی۔

''بھائی......کیا مرغیوں کے باڑے میں ہمیشہ سانپ رہتے ہیں؟''

''نہیں تو......۔''

''کیا یہاں ایک سانپ ہے؟''

''ہاں۔''

''تو پھر ہم لوگ باہر کیوں نہیں جا رہے ہیں؟......مجھے ڈر لگ رہا ہے۔''

''اگر تم جانا چاہو، جا سکتے ہو......جاؤ۔''

اولف سانپ کی جانب بڑھا۔ اب وہ بڑی تیزی میں بھونک رہا تھا۔ ٹوٹو نے اپنا سر گھمایا لیکن ابھی تک اسے پتا نہیں تھا کہ بات کیا ہے۔''

اولف کی ٹانگیں کپکپا رہی تھیں اور وہ غصے میں زمین پر پیر مار رہا تھا۔ بار بار وہ میری طرف عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا، شاید وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ میں اس کی چیخوں کو سن کر بھی کچھ کر کیوں نہیں رہا ہوں۔ اس کی آنکھیں، بالکل انسانوں کی طرح، خوف سے پھیلی ہوئی تھیں۔

''یہ اس طرح کیوں بھونک رہا ہے؟''

''کیوں کہ اس نے سانپ کو دیکھ لیا ہے۔''

ممبا بلاکوں کی درمیانی جگہ میں سمٹا ہوا تھا اب اس نے کنڈلی کو تھوڑا سا کھول کر اپنے جسم کو پھیلا لیا تھا تا کہ جسم کو زمین کا بہتر سہارا مل سکے، لیکن اس کے سر اور گردن پر باقی جسم کی حرکت کا کوئی اثر نہیں پڑا تھا اور وہ اب بھی اوپر اٹھے ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں میں آگ نظر آ رہی تھی۔ اولف کے بھونکنے میں اب زیادہ تیزی آ گئی تھی۔ اس کی گردن کے بال کھڑے ہو گئے تھے۔

سارٹینا، لولوٹا اور ڈونا نا باڑے کی جالی کے قریب کھڑے پر تجسس انداز میں اندر جھانک رہے تھے۔

''تم سانپ کو مار کیوں نہیں ڈالتے؟'' نندیٹو نے بے حد خوفزدہ آواز میں کہا، وہ میری گردن میں بانہیں ڈالے مجھے جکڑے ہوئے تھا۔

''کیوں کہ میں ضروری نہیں سمجھتا۔''

کتے اور سانپ کے درمیان تقریباً پانچ فٹ کا فاصلہ تھا۔ سانپ نے اپنی دم ایک بلاک اور زمین کے درمیان کی جگہ پھنسائی اور اوپر اٹھنے لگا۔ اس کے جسم کے پیچ ایک ایک کر کے کھلتے چلے گئے......وہ حملے کے لیے تیار تھا۔ اس کا مثلث نما سر تھوڑا سا پیچھے کو جھکا۔ پھر اٹھی ہوئی گردن کا اگلا حصہ آگے کی طرف بڑھا۔ کتے کو شاید حالات کی نزاکت کا احساس ہو گیا تھا اس لیے وہ اور تیزی میں بھونکنے لگا، لیکن وہ بھی پیچھے نہیں ہٹ رہا تھا۔ اس کے تھوڑے پیچھے کھڑے ٹوٹو نے بھی اس کے ساتھ ساتھ بھونکنا شروع کر دیا تھا۔

ایک سیکنڈ کے چھوٹے سے حصے میں، اچانک سانپ کی گردن تھوڑی سی مڑی اور اس کا سر پیچھے کی طرف جھکا۔ ایسا لگا جیسے اس کے سر کو زمین سے باندھے رکھنے والی کوئی ان دیکھی ڈور ٹوٹ گئی ہو......انتہائی برق رفتاری کے ساتھ اس کا سر آگے کو بڑھا......حالاں کہ کتے نے اپنے جسم کو بکری کی طرح دو ٹانگوں پر اٹھا لیا تھا......سانپ نے اس کے سینے پر پوری طاقت سے کاٹا۔ کنڈلی کی آخری پیچ کے کھلتے ہی اس کی دم ہوا میں برق رفتاری سے لہرائی۔

اولف دبی دبی غراہٹ کے ساتھ، پشت کے بل زمین پر گر پڑا۔اس کے پیر بری طرح ہل رہے تھے۔ممبا تیزی کے ساتھ واپس ہوا،اور پائپوں کے درمیان کہیں غائب ہوگیا۔

’’نہوکا‘(سانپ)،سارٹینا چلائی۔

ننڈ یٹو نے مجھے ایک طرف دھکیلا اور بے تحاشہ دوڑتا ہوا باڑے سے باہر چلا گیا اور مڈونا نا کی بانھوں میں جا کر سمٹ گیا۔جیسے ہی اولف نے محسوس کیا کہ سانپ غائب ہوگیا ہے،اولف نے دس بارہ بڑی چھلانگیں لگائیں اور سینہور کاسٹرو کے مکان کی جانب جا کر غائب ہوگیا۔

بچے یہ سمجھے بغیر کہ ہوا کیا ہے...... چیخ چیخ کر رونے لگے۔سارٹینا ننڈ یٹو کو اپنے بازوؤں میں اٹھا کر گھر کے اندر لے گئی۔جب بچے سارٹینا کے پیچھے چلے گئے تو میں نے مڈونا نا کو کہا کہ وہ سانپ کو مارنے میں میری مدد کرے۔

مڈونا نا ایک کپڑے کو اوپر اٹھائے منتظر تھا جب کہ میں ایک جھاڑو کے ڈنڈے سے پائپوں کو ہٹا رہا تھا۔جیسے ہی سانپ سامنے آیا مڈونا نا نے اس پر کپڑا پھینک دیا اور میں نے جھاڑو کے ڈنڈے سے اسے پیٹ پیٹ کر اس کا بھرکس نکال دیا۔

●

جب پاپا کام سے واپس آئے،ننڈ یٹو کا خوف کم ہو چکا تھا لیکن وہ اب بھی روئے جا رہا تھا۔ماما جنھوں نے اب تک سانپ کو نہیں دیکھا تھا،پاپا کے ساتھ مرغیوں کے باڑے میں گئیں۔جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ پاپا سانپ کو ایک چھڑی کی مدد سے الٹ پلٹ رہے ہیں۔

’’میں یہ بات سوچنا بھی نہیں چاہتا کہ اس قسم کا سانپ میرے کسی بچے کو کیا نقصان پہنچا سکتا تھا۔‘‘پاپا مسکرائے’’یا کسی بھی دوسرے شخص کو ......میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ اس سانپ کا یہ چھ فٹ کا جسم میری مرغیاں کھا کھا کر بنا ہے۔‘‘

اسی لمحے سینہور کاسٹرو کی گاڑی ہمارے مکان کے سامنے رکی۔پاپا اس کی طرف بڑھ گئے اور ماما سارٹینا سے باتیں کرنے کے لیے اس کی طرف چلی گئیں۔میں پاپا کے پیچھے گیا۔

’’گڈ آفٹرنون،سینہور کاسٹرو......۔‘‘

’’سنو چیمبین ...... مجھے ابھی ابھی پتا چلا ہے کہ میرا کتا مر گیا ہے......اس کے سینے پر ورم ہے۔میرے گھر والوں کا کہنا ہے کہ مرنے سے قبل وہ تمھارے مکان سے چیختا ہوا برآمد ہوا تھا......میں بعد کا کوئی جھمیلا پسند نہیں کرتا......میں تم سے کہے دیتا ہوں......تم سیدھی طرح اس کا معاوضہ ادا کرو...... ورنہ میں انتظامیہ میں اس بات کی شکایت کروں گا۔وہ میرا،اب تک کا سب سے اچھا کتا تھا۔‘‘

’’دیکھیے میں ابھی ابھی کام سے واپس آیا ہوں...... مجھے کچھ پتا نہیں۔‘‘

’’میں وہ سب کچھ نہیں جانتا...... بحث مت کرو......تم معاوضہ ادا کر رہے ہو یا نہیں؟‘‘

’’لیکن سینہور کاسٹرو......۔‘‘

’’سینہور کاسٹرو کو چھوڑو......تم معاوضے کی بات کرو......۷۰۰ ریاؤس......بہتر ہے کہ یہ معاملہ گھر ہی میں حل ہو جائے۔‘‘

’’جیسا آپ چاہیں،سینہور کاسٹرو......لیکن ابھی میرے پاس اتنی رقم نہیں۔‘‘

’’ٹھیک ہے اس بارے میں ہم پھر بات کرلیں گے۔میں اس مہینے کے آخر تک انتظار کروں گا اور اگر تم نے رقم ادا نہیں کی تو پھر سمجھ لینا۔‘‘

’’سینہور کاسٹرو......ہم لوگ ایک دوسرے کو عرصے سے جانتے ہیں اور ہمارے درمیان کبھی کوئی......۔‘‘

’’مجھ سے یہ سب کہنے کی ضرورت نہیں...... مجھے پتا ہے تمھیں کیا چاہیے......تمھیں تو بس موقع چاہیے......۔‘‘

سینہور کاسٹرو اپنی گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔پاپا کار کو جاتے ہوئے دیکھتے رہے......’’کتیا کا بچہ......۔‘‘

میں ان کے قریب گیا اور ان کے کوٹ کا آستین ہلایا......’’پاپا آپ نے یہ بات اس کے منھ پر کیوں نہیں کہی؟‘‘

انھوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

●

جب ہم رات کا کھانا ختم کر چکے تو پاپا نے کہا’’ سارٹینا سے کہو کہ وہ جلدی سے میز صاف کردے......میرے بچو!......ہمیں دعا کرنی چاہیے......آج ہم لوگ بائبل کی تلاوت نہیں کریں گے......آج ہم لوگ صرف دعا کریں گے۔‘‘

پاپا رونگا زبان میں باتیں کر رہے تھے...... مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ میں نے تھوڑی دیر قبل ان سے وہ سوال کیوں کیا تھا؟‘‘

جب سارٹینا نے پلیٹیں اٹھالیں اور ٹیبل کلاتھ تہ کرلیا تو پاپا نے دعا شروع کی،’’تتانا، ہاکوڈُمباہوسی یا ٹیلومیسابا......(مقدس باپ! ہم تجھ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ اے آسمان وزمین کے مالک......)۔‘‘

جب انھوں نے دعا ختم کی تو ان کی آنکھیں سرخ تھیں۔

’’آمین!‘‘

’’آمین!‘‘

ماما کھڑی ہوگئیں۔انھوں نے بڑے ہی بیزار لہجے میں پوچھا۔

’’لیکن یہ سینہور کاسٹرو آخر چاہتا کیا ہے؟‘‘

’’کوئی خاص بات نہیں۔‘‘

’’ٹھیک ہے......کمرے میں آکراس کے بارے میں بتاؤ......میں جاتی ہوں مجھے بچوں کی چیزیں ٹھیک کرنی ہیں......تم رِگنھو!......کل سویرے اٹھنا اور جلاب لینا۔‘‘

جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے پاپا سے پوچھا’’پاپا، جب آپ بہت غصے میں ہوتے ہیں تو ہمیشہ دعا کیوں کرتے ہیں؟‘‘

’’کیوں کہ وہ سب سے بڑا مددگار ہے۔‘‘

’’اور اس نے آپ کو، کون سی راہ بتائی؟‘‘

’’وہ مجھے راستہ نہیں بتاتا......وہ مجھے اپنے موقف پر ڈٹے رہنے کی ہمت عطا کرتا ہے۔‘‘

’’پاپا، کیا آپ اس پر بہت زیادہ یقین کرتے ہیں؟‘‘

پاپا نے مجھے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے وہ مجھے پہلی بار دیکھ رہے ہوں، اور پھر وہ غصے سے بولے۔’’میرے بچے، انسان کو امید قائم رکھنی چاہیے۔جب ایک دن ختم ہوا اور ہم جانتے ہوں کہ آنے والا دن بھی بالکل کل جیسا ہی ہوگا، تمام حالات ویسے ہی رہیں گے، تو ہمیں اس ہمت کی ضرورت ہوتی ہے کہ ہم پھر بھی مسکرا سکیں اور یہ کہہ سکیں کہ’’کوئی بات نہیں۔‘‘ روزانہ کی اس بہادری کے لیے ہمیں اپنے لیے ایک انعام خود ہی مقرر کرلینا ہوگا۔ہمیں اس انعام کے لیے ایک دن مقرر کرنا ہوگا، بھلے ہی وہ دن ہماری موت ہی کا کیوں نہ ہو۔آج تم نے دیکھا سینہور کاسٹرو نے کس طرح میری بے عزتی کی۔ یہ تو آج کے دن کا صرف ایک حصہ تھا جو تم نے دیکھا، آج بہت سی ایسی باتیں ہوئیں، جنھیں تم نے نہیں دیکھا......نہیں میرے بچے......ہمیں امید ہر حال میں قائم رکھنی ہے......ہر حال میں......اور......اگر ساری دنیا’اسے‘ جھٹلائے، پھر بھی’وہ‘ موجود رہے گا۔‘‘

پاپا اچانک خاموش ہوگئے اور مسکرانے کی کوشش کی...... پھر بولے’’ایک بے حد غریب آدمی کو بھی کچھ نہ کچھ تو چاہیے......خواہ وہ محض امید ہو......جھوٹی امید ہی سہی۔‘‘

''پاپا! میں سینہور کا سٹرو کے کتے کو سانپ کے کاٹنے سے بچا سکتا تھا......''

پاپا نے میری طرف شفقت بھری نگاہوں سے دیکھا اور نرمی سے بولے''کوئی بات نہیں...... یہ اچھا ہی ہوا کہ سانپ نے اسے کاٹ لیا''

ماما دروازے پر دکھائی دیں''تم بچے کو سونے کے لیے جانے دوگے یا نہیں؟''میں نے پاپا کی جانب دیکھا۔ ہم دونوں کے دل میں سینہور کا سٹرو کا خیال آیا اور ہم دونوں زور سے ہنس پڑے۔ ماما کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔

''کیا تم دونوں پاگل ہو گئے ہو؟''

''ہاں!......ہم دونوں پاگل ہو گئے ہیں۔''

پاپا اپنے کمرے کی طرف جا رہے تھے۔ میں نے ذرا تیز آواز میں ان سے کہا''پاپا......کبھی کبھی.... پتا نہیں کیوں...... مجھے نہیں معلوم کیوں......ایسا لگتا تھا جیسے میں آپ سے پیار نہیں کرتا......آئی ایم ساری......''

ماما کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ہم کیا باتیں کر رہے ہیں۔ اس لیے وہ خفا ہو گئیں اور بولیں''بند کرو یہ بکواس......''

''تمھیں پتا ہے، میرے بچے'' پاپا نے بھاری آواز میں کہا۔ وہ ہر لفظ کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو حرکت دے رہے تھے''تم جانتے ہو......اندر کے خالی پن کو برداشت کرنا سب سے مشکل کام ہے......اور یہ انسان کو بہت دکھ دیتا ہے...... بہت، بہت بہت دکھ......لیکن چیخنا بھی مشکل ہوتا ہے......تم سمجھ رہے ہو؟''

''پاپا......اور جب سینہور کا سٹرو آئے گا؟''

ماما دخل دینا چاہ رہی تھیں لیکن پاپا نے ان کا کندھا دبا دیا''کوئی بات نہیں، تم جانتی ہو، ہمارے بیٹے کو پتا ہے کہ لوگ جنگلی گھوڑوں پر سواری نہیں کرتے بلکہ وہ بھوکے اور سدھے ہوئے گھوڑوں کو اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اور جب بھی کوئی گھوڑا بے قابو ہو جاتا ہے تو اسے گولی ماردی جاتی ہے، اور اس کی کہانی ختم ہو جاتی ہے......سدھائے ہوئے گھوڑے روزانہ مرتے ہیں۔ روزانہ......کیا تمھیں سنائی دیتا ہے؟...... ہر دن...... ہر ایک دن...... جب تک وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکتے ہیں۔''

ماما انھیں دیکھ رہی تھیں، ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلی ہوئی تھیں۔

''تم جانتی ہو......اس سچائی پر اعتبار کرنا بہت مشکل ہے......لیکن میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میں اس سے یہ کہوں کہ یہ جھوٹ ہے......وہ اس سچائی کو دیکھتا ہے......آج بھی اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے......میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے بچوں میں وہ صلاحیت موجود ہو کہ وہ ان حالات کو سمجھ سکیں۔''

پاپا اور ماما اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔ اس لیے میں کچھ اور نہیں سن پایا، لیکن ماما نے وہیں سے چیخ کر کہا''کل صبح تم جلاب لینا......اس سے تمھیں پتا چل جائے گا......میں تمھارے پاپا جیسی نہیں ہوں جو لوگوں کے سامنے نرم پڑ جاتے ہیں۔''

●

بستر زرد چاندنی میں نہایا ہوا تھا اور اپنی عریاں جلد پر چاندنی کا ٹھنڈا لمس بہت بھلا لگ رہا تھا۔ نہ جانے کیوں......اچانک سارٹینا کے وجود کی گرمی میرے احساس میں رینگ آئی......کئی منٹ تک میں اس کے خیالی وجود کو اپنی بانھوں میں سمیٹے رہا......میں اسے اپنے ساتھ لیے سو جانا چاہتا تھا، تاکہ کتے اور سانپ میرے خوابوں میں داخل نہ ہو سکیں۔

☆☆☆☆

خورشید اقبال

B. L. No. 5, H. No. 5, Galaxy Apartments, 3rd Floor, Flat No. 303
Kankinara, North 24 Parganas, West Bengal, India, PIN 743126
Email: keqbal@gmail.com
Website: www.khurshideqbal.com